میاں نعیم الرحمان طاہر کی یاد میں!

مولانا محمد یوسف انور

مرکزی جمعیت اہلحدیث کے سابق ناظم اعلیٰ میاں فضل حق مرحوم کا دور نظامت جماعتی تاریخ کا بڑا سرگرم دور تھا' میاں صاحب اگرچہ فارغ التحصیل عالم دین نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنے وطن رعیہ ضلع امرتسر کے نواحی قصبہ ویروووال میں ترجمہ قرآن مجید اور چند ابتدائی تدریسی کتب شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ ویروووالوی سے پڑھی تھیں' میاں صاحب کے والد میاں محمد حسنؒ آنریری مجسٹریٹ اور علاقہ کے زمیندار طبقہ کے امیر گھرانے سے تعلق رکھتے تھے تقسیم ملک کے بعد میاں صاحب حافظ آباد میں ایک بڑی رائس ملز اور خوشاب میں کول مائنز کے مالک تھے ان کا شمار مرکزی جمعیت اہلحدیث کے ممتاز و مخیر تاجروں میں ہوتا تھا۔

ایک موقع پر مرکزی جمعیت اہلحدیث میں پیدا شدہ خلفشار کے باعث جماعت کے جید علماء خصوصاً حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کے مجبور کرنے اور بالآخر حکم پر جمعیت کا کلیدی منصب نظامت علیا یہ کہتے ہوئے قبول کیا کہ یہ مقام تو ہر لحاظ سے علماء کا ہے تاہم اگر جماعتی مصالحت کا تقاضا یہی ہے تو میری تمام تر خدمات جماعت کے لئے وقف رہیں گی چنانچہ وقت نے ثابت کر دیا کہ میاں صاحب نے اپنے اس عہد و پیمان کو خوب نبھایا' حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ ان کے بعد حضرت مولانا حافظ محمد گوندلویؒ اور پھر حضرت مولانا معین الدین لکھویؒ کے زیر امارت سالہا سال تک دینی جذبہ اور انتہائی انہماک کیساتھ انہوں نے نظامت علیا کے عظیم تقاضوں کو نبھایا' میاں صاحب کے پائے کے اونچے تاجروں میں بہت کم وہ خصائل و اوصاف دیکھنے میں آتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو ودیعت فرمائے تھے۔ زہد و ورع شب زندہ داری اور شعائر اسلام کی کمال درجہ کی ادائیگی ان میں پائی جاتی تھی جماعتی امور کی انجام دہی اور تنظیمی اعتبار سے وقت و مال کے صرف کو وہ ہمیشہ ترجیح دیتے' ان کے ساتھ کئے جانے والے تنظیمی سفر اور تبلیغی دوروں کی حسین یادیں کبھی بھلائی نہیں جا سکتیں ملک کی دوسری دینی و سیاسی جماعتوں کے اجلاسوں میں وہ مرکزی جمعیت اہلحدیث کے کاز اور قرآن و سنت کی بالادستی کو قائم رکھنے میں

وہ کسی مداہنت کا شکار نہ ہوتے بلکہ بعض موقعوں پر بڑی عزیمت کا مظاہرہ جب وہ کرتے تو انہی کی صائب رائے کو اہمیت و وقعت حاصل ہو جاتی۔

پھر وہ وقت بھی آیا کہ مرکزی جمعیت میں گروہی اختلاف کو ختم کرنے کے لئے تمام مصلحتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے میاں صاحب نے آگے بڑھ کر امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کی زیر قیادت جماعت کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کر دیا اور زندگی کے آخری برسوں میں دن رات کام کر کے اپنی علالت کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے جماعتی روابط واستحکام اور وقار میں اضافہ کر دیا' انہوں نے خوشاب میں اپنے بڑے صاحبزادے میاں عطاء الرحمان طارق کو کاروبار کا نگران مقرر کیا اور چھوٹے ہونہار صاحبزادے میاں نعیم الرحمان طاہر کو لاہور میں جملہ تجارتی امور کی دیکھ بھال اور جماعتی کاموں میں معاونت کی ذمہ داریاں سونپ دیں اس زمانے میں مرکزی دفتر لاہور ایبک روڈ انار کلی میں اشرف پریس کے اوپر دو تین کمروں پر مشتمل تھا جہاں بمشکل مجلس عاملہ وکابینہ کے چھوٹی سطح کے اجلاس منعقد ہو سکتے تھے لیکن ضلعی امراء و ناظمین اور ملک بھر کے علمائے جماعت کے بڑے بڑے اجلاس میاں فضل حق صاحب کی وسیع و عریض رہائش گاہ ملتان روڈ پر منعقد کئے جاتے تھے ملکی سطح پر اسلامی جمہوری اتحاد' ملی یکجہتی کونسل اور تحریک ختم نبوت و تحریک نظام مصطفےؐ کے اہم ترین اور شاندار پیمانے کے اجلاس بھی میاں صاحب کی اسی کوٹھی میں آئے دن انعقاد پذیر رہتے یہاں تک کہ کعبۃ اللہ اور مسجد نبویؐ کے قابل صد احترام آئمہ کرام فضیلۃ الشیخ محمد بن عبداللہ ابن سبیل حفظہ اللہ' فضیلۃ الشیخ صالح بن حمید حفظہ اللہ اور فضیلۃ الشیخ عبدالرحمٰن سدید اور مدینہ منورہ کی جامعہ اسلامیہ کے وائس چانسلر الشیخ عبداللہ الزائد حفظہ اللہ کی میزبانی کا شرف بھی اسی گھرانے کو حاصل رہا۔

عالم اسلام کے ان جلیل القدر مہمانان گرامی اور دیگر اسلامی ممالک کے علماء کے وفود کے علاوہ برطانیہ بنگلہ دیش اور بھارت کی ممتاز علمی شخصیات کا قیام و طعام بھی اسی جگہ پر ہوتا' ان تمام تر میزبانی کے فرائض و نگہداشت اور خدمات کا درجہ بہ درجہ انجام دینا میاں نعیم الرحمان ہی کے ذمہ ہوتا۔ ناز و نعمت میں پلے میاں نعیم الرحمان جوان دنوں جوان رعنا تھے ان کا سارا وقت انہی جماعتی خدمات و سرگرمیوں میں صرف ہوتا اور وہ ان سبھی مصروفیتوں کو ادا کرتے ہوئے کوئی تکان یا بوجھ محسوس نہ کرتے۔

ان بلند مرتبت علمی و سیاسی شخصیات کی مہمان نوازی اور شفقت و راحت نے میاں نعیم الرحمٰن

کو کندن بنا دیا تھا اور ان کی جماعتی وانتظامی صلاحیتوں کو بخوبی اجاگر کر دیا تھا۔ جس کا ظہور میاں فضل حق علیہ الرحمہ کی وفات کے بعد سامنے آیا۔ فیصل آباد انصاف پرنٹ میں شراکت کیوجہ سے وہ فیصل آباد چیمبر آف کامرس کے صدر بھی رہے اس لحاظ سے صنعتی وٹیکسٹائل انڈسٹریز کی فلاح و بہبود میں بھی ان کا مثالی کردار رہا۔ میاں نعیم الرحمان نے امیر محترم پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کی سرپرستی اور ناظم مالیات حاجی عبدالرزاق، ناظم تعمیرات شیخ منظور احمد مرحوم کی رفاقت میں جماعتی بہت سے اہم امور اور پروگراموں میں نمایاں کردار ادا کیا لاہور کے مرکزی دفاتر کی تعمیر و ترقیات میں ان اکابرین کی رفاقت میں ان کی شب و روز محنت و کاوش قابل ستائش و قدر ہے دوسری طرف جامعہ سلفیہ کے رئیس کی حیثیت سے میاں فضل حق مرحوم کی تابندہ روایات کو زندہ رکھتے ہوئے انہی کی طرح جامعہ کی طرف توجہات میں لگے رہے۔ جامعہ کے تمام تر معاملات، مالیات اور تعلیمات کو بخیر وخوبی نبھانے میں کوشاں رہے بلکہ روز بروز ایسی سرگرمی دیکھنے میں آتی کہ اپنی تشویشناک علالت کی بھی فکر نہ کی، ملک اور بیرون ملک بار بار اپریشنوں اور علاج معالجہ کی تبدیلیوں سے کمزوری و نقاہت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ جامعہ سلفیہ کے پرانے دفاتر اور کمروں کے انہدام کے بعد ان کی از سر نو جدید ترین تعمیر و تزئین اور خوبصورت وسیع وعریض مسجد کی نئے سرے سے تعمیراتی کام کی طرف بھرپور توجہ دیتے رہے۔ بیماری کے باعث سفری کوفت بخوشی برداشت کر کے جامعہ میں طے شدہ پروگراموں کے مطابق شرکت کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں ناسپاسی ہوگی اگر جامعہ کے فضیلت مآب اساتذہ کرام خصوصاً پرنسپل جناب چوہدری محمد یٰسین ظفر، وفاق المدارس کے نگران مولانا محمد یونس بٹ، شیخ الحدیث مولانا حافظ عبدالعزیز اور فضیلۃ الشیخ مولانا حافظ مسعود عالم کا ذکر نہ کیا جائے جنہوں نے میاں نعیم الرحمان کو ہر طرح عزت ومحبت سے نوازا اور ان کی مشاورت سے جامعہ کے علمی وقار و معیار کو بلند سے بلند کرنے میں پوری پوری معاونت فرمائی۔ بلاشبہ میاں نعیم الرحمان اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔ مرکزی جمعیت اور جامعہ سلفیہ کے علاوہ جماعتی مدارس وفلاحی اداروں کی خدمات وحسنات ان کے لئے توشۂ آخرت ہیں۔ اب شاعر کی زبان میں یہی عرض ہے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحر بیکراں کے لئے

☆☆☆☆